

70295-کیا نماز حاجت مشروع ہے اور اس کا تجربہ فائدہ مند ہوگا؟

سوال

نماز حاجت بارہ رکعت پڑھی جاتی ہے اور ہر دو رکعت کے درمیان تشہد اور آخری تشہد میں ہم اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر پھر سجدہ کرے ہیں سات بار سورۃ الفاتحہ اور سات بار آیۃ الکرسی اور دس بار ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھتے پھر یہ کہتے ہیں:

”اللهم اني اسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة“

پھر ہم اپنی ضرورت طلب کرتے اور سر سے اپنا سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دیتے ہیں۔

میرا سوال یہ ہے کہ:

مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے، میں نے دوران تعلیم اس نماز حاجت کا تجربہ بھی کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اب مجھے پھر ایک ضرورت پیش آئی ہے جو میں اللہ سے طلب کرنی چاہتی ہوں اس کے لیے نماز حاجت ادا کروں یا نہ کروں آپ مجھے کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

پسندیدہ جواب

نماز

حاجت کا ذکر چار احادیث میں ملتا ہے، جن میں سے دو احادیث تو موضوع اور من گھڑت ہیں، اور ان دو حدیثوں میں سے ایک میں بارہ اور دوسری حدیث میں دو رکعت کا ذکر ملتا ہے، اور تیسری حدیث بھی بہت زیادہ ضعیف ہے، اور چوتھی حدیث بھی ضعیف ہے اور ان دونوں حدیثوں میں دو رکعت کا ذکر ہوا ہے۔

پہلی

حدیث:

وہ ہے

جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”تم
بارہ رکعتیں دن میں یا رات میں کسی وقت ادا کرو اور ہر دو رکعت میں تشہد پڑھو جب تم
اپنی نماز کی آخری تشہد پڑھو تو اس میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود پڑھو، اور سجدہ میں سات بار سورۃ الفاتحہ پڑھو اور دس بار

لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ”

پھر
یہ کلمات کہو:

اللهم اني اسألك بمعاقد العز من عرشك
وفنتي الرحمة من كتابك واسمك الاعظم وجدك الاعلى وكلما تنك التامة”

اور
اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرو اور سجدہ سے سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دو، اور
یہ بے وقوفوں کو مت سبھاؤ کیونکہ وہ اس سے مانگیں گے تو ان کی دعا قبول کر لی جائیگی
“

اسے
ابن جوزی نے الموضوعات)

63/2

(میں عامر بن خداش عن عمرو بن حارون البلیغی کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اور
ابن جوزی رحمہ اللہ نے عمرو البلیغی کی ابن معین سے تکذیب نقل کی ہے، اور کہا ہے:
سجدہ میں قرآن کی ممانعت صحیح ثابت ہے۔

دیکھیں: الموضوعات)

63/2

(اور ترتیب الموضوعات للذهبی)

.)

اور

اس دعاء ”معاقد العزمن عرش اللہ“ سے مقصود میں علماء کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے جو شرع میں وارد نہیں بلکہ بعض اہل علم جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شامل ہیں نے یہ دعا کرنے سے منع کیا ہے؛ کیونکہ یہ بدعتی وسیلہ میں سے ہے، اور کچھ دوسرے علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ کی صفات میں سے کسی بھی صفت کا وسیلہ جائز ہے اس لیے نہیں کہ ان کے ہاں مخلوق کا وسیلہ جائز ہے۔

شیخ

البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”میں

کہتا ہوں؛ لیکن جس اثر اور روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں، اسے ابن جوزی نے ”الموضوعات“ میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث بلاشک و شبہ موضوع ہے، اور حافظ زلیلی رحمہ اللہ نے نصب الرایۃ)

273

(میں ان کے اس فیصلے کو برقرار رکھا ہے۔

اس

لیے اس سے حجت پکڑنا صحیح نہیں، اگرچہ قائل کا قول ہی ہو”

أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزْمَنِ

عَرْشِكَ

”جو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت کے ساتھ وسیلہ ہے، اور دوسرے دلائل کے ساتھ یہ توسل مشروع ہے جو اس موضوع احادیث سے غنی کر دیتی ہیں۔

ابن

اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”

أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزْمَنِ عَرْشِكَ

”یعنی ان نصلتوں کے ساتھ جن کا عرش عزت مستحق ہے، یا ان کے منفقہ ہونے کی جگہوں کے

ساتھ، اور اس کے معنی کی حقیقت یہ ہے کہ: تیرے عرش کی عزت کے ساتھ، لیکن ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب اس لفظ کے ساتھ دعا کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔

اس

شرح کی پہلی وجہ پر وہ نصلتیں ہونیں جن کا عرش عزت مستحق ہے، تو یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت سے توسل ہوا لہذا جائز ہوگا۔

لیکن

دوسری وجہ کی بنا پر جو کہ عرش سے عزت کے حصول کی جگہیں معنی ہے تو یہ مخلوق سے توسل ہے اس لیے جائز نہیں، بہر حال یہ حدیث کسی بحث و تھیٹ کی مستحق نہیں اور نہ ہی تاویل کی؛ کیونکہ یہ حدیث جب ثابت ہی نہیں اس لیے اوپر جو بیان ہوا ہے اس پر اکتفاء کرتے ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی۔

دیکھیں: التوسل النوعہ وحکامہ)

49-48

.)

اور

شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

”اس

حدیث میں غرابت پائی جاتی ہے جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے کہ قیام کے علاوہ رکوع یا سجدہ میں سورۃ الفاتحہ مشروع ہے، اور یہ تکرار کے ساتھ ہے، اور پھر سوال میں یہ بھی ہے کہ ”

أسألک

بمعاقد العزمن عرشک

”جیسے اور کلمات بھی ہیں اور یہ سب امور غریب اور اچھنبے ہیں، اس لیے سائل کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر عمل مت کرے۔

اور

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح احادیث ثابت ہیں جن میں کوئی اشکال بھی نہیں جن میں نوافل اور عبادات نماز و اطاعت کا بیان ملتا ہے ان احادیث میں ہی ان شاء اللہ کفایت ہے ”انتہی

دیکھیں: المنتقی من فتاویٰ الشیخ الفوزان)

46/1

.)

نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع فرمایا ہے۔

علی

بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

”

مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرأت کرنے سے منع فرمایا“

صحیح

مسلم حدیث نمبر)

480

.)

سوال

نمبر)

34692

(کے جواب میں مستقل فتویٰ کمیٹی کے علماء کرام کی جانب سے حدیث کے متن اور سند کے ضعف کا بیان ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

نماز

حاجت کے متعلق دوسری حدیث درج ذیل ہے:

ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

”میرے

پاس جبریل علیہ السلام کچھ دعائیں لے کر آئے اور کہا: اگر آپ کو کوئی دنیاوی پریشانی

ہو تو آپ یہ دعائیں پڑھ کر اپنی ضرورت مانگیں :

”

یا بدیع

السموات والأرض، یا ذا الجلال والإکرام، یا صریح المستصرخین، یا غیاث المستغیثین
، یا کاشف السوء، یا أرحم الراحمین، یا مجیب دعوة المضطربین، یا إله العالمین،
بک أنزل حاجتی وأنت أعلم بها فاقضها“

اے

آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، یا ذا الجلال واکرام، اے لوگوں کی پکار سننے والے،
اے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کرنے والے، اے برائی اور شر کو دور کرنے والے، اے
ارحم الراحمین، اے مجبور و لاچار کی دعا قبول کرنے والے، یا إله العالمین، مجھے
ضرورت اور حاجت ہے اور تو اسے زیادہ جانتا ہے میری اس حاجت کو پورا فرما“

اے

اصبغانی نے روایت کیا ہے دیکھیں الترغیب والترہیب)

275/1

(اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر)

419

(اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر)

5298

(میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔

اور

تیسری حدیث درج ذیل ہے :

عبد

اللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”جس

کسی کو بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب یا پھر کسی بنی آدم کی طرف کوئی حاجت ہو تو
وہ اچھی طرح وضوء کرے اور دو رکعت ادا کر کے اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر دو دپڑھے اور پھر یہ کلمات کہے :

”

لا

إله إلا الله الحليم الكريم، سبحان الله رب العرش العظيم، الحمد لله رب العالمين
، أسألك موجبات رحمتك، وعزائم مغفرتك، والغنيمة من كل بر، والسلامة من كل اثم،
لا تدر لي ذنباً إلا غفرتة، ولا هملاً إلا فرجتة، ولا حاجة من كلف رضا إلا قضيتها يا
أرحم الراحمين

“

اللہ

حليم وکريم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، رب عرش عظیم کا مالک اللہ سبحانہ و
تعالیٰ پاک ہے، سب تعریفات و حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اسے اللہ میں تجھ سے
تیری رحمت واجب ہونے والے امور طلب کرتا ہوں، اور تیرے بخشش کا طلبگار ہوں، اور ہر
نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں، اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں، میرے سب گناہ معاف
کردے، اور میرے سارے غم و پریشانیاں دور فرما، اور تیری رضا و خوشنودی کی جو بھی
حاجت و ضرورت ہے وہ پوری فرما اے ارحم الراحمین“

سنن

ترمذی حدیث نمبر)

479

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر)

1384

.)

امام

ترمذی اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اور اس کی سند میں کلام کی گئی
ہے۔

اور

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب حدیث نمبر)

416

(میں ذکر کیا اور اسے ضعیف جدا یعنی بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے۔

اس

حدیث کا ضعف سوال نمبر)

10387

(کے جواب میں بیان ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں۔

چوتھی

حدیث درج ذیل ہے :

انس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”اے

علیٰ کیا میں تجھے ایک دعا نہ سکھاؤں جب تجھے کوئی غم و پریشانی ہو تو اپنے رب سے دعا کرو تو اللہ کے حکم سے یہ دعا قبول ہو اور تیری پریشانی و غم دور ہو جائے؟

وضوء

کر کے دو رکعت ادا کرو اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کر کے یہ کلمات ادا کرو :

”

اللهم أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ مختلفون ، لا إله إلا اللہ العلی العظیم ،
لا إله إلا اللہ العظیم العظیم ، سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم ،
رب العالمین ، اللهم کاشف الغم ، مفرج الهم ، مجیب دعوة المضطربین إذا
دعوا ، رحمن الدنیا والآخرة ورحیمهما ، فارحمنی فی حاجتی ہذہ لیقضاها ونجھا رحمة
تقتنی بہا عن رحمة من سواک ”

اے

اللہ تو اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ، اللہ علی العظیم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ، اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ، آسمان و زمین اور عرش عظیم کا مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے ، سب تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہیں ، اے غموں کو دور کرنے والے اللہ ، اور پریشانیوں کو دور کرنے والے ، مجبور و لاچار کی دعا کو قبول کرنے والے ، دنیا و آخرت کے رحمن

اور دونوں کے رحیم، میری اس حاجت و ضرورت میں مجھ پر رحم فرما کر اس ضرورت کو پورا
کر اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیری رحمت کے علاوہ باقی سب سے مستثنیٰ کر دے
“

اسے

اصحابی نے روایت کیا ہے دیکھیں: الترغیب والترہیب)

275/1

.)

علامہ

البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب)

417

(میں ضعیف قرار دیا اور کہا ہے: اس کی سند منظم یعنی اندھیری ہے اس میں ایسے روایت
ہیں جو معروف نہیں۔ اور السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ)

5287

(بھی دیکھیں۔

خلاصہ

یہ ہوا کہ:

اس

نماز کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں، اس لیے مسلمان شخص کے لیے یہ نماز ادا کرنا
مشروع نہیں، بلکہ اس کے مقابلہ میں جو صحیح احادیث میں نمازیں اور دعائیں اور اذکار
ثابت ہیں وہی کافی ہیں۔

دوم:

سوال

کرنے والی کا یہ کہنا کہ:

میں

نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے فائدہ مند پایا ہے

اس کے

علاوہ بھی کسی لوگ ایسی بات کر چکے ہیں، اور پھر اس طرح کے اقوال سے شریعت ثابت نہیں ہوتی اور کوئی امر مشروع نہیں ہو جاتا۔

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

” صرف

تجربہ کی بنا پر ہی سنت ثابت نہیں ہو جاتی اور نہ ہی دعاء کی قبولیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ قبول کا سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، بعض اوقات اللہ تعالیٰ تو سنت کے علاوہ کسی اور چیز کے توسل سے بھی دعا قبول فرماتا ہے، کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہے، اور بعض اوقات دعا کی قبولیت بتدریج ہوتی ہے ” انتہی مختصراً

دیکھیں : تحفۃ الذاکرین)

140

.(

اور

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں :

” اور

جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ فلان شخص نے اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا، اور فلان نے بھی تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا؛ یہ سب اس حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بعض اوقات انسان کوئی تجربہ کرتا ہے اور اسے اس کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو یہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا یا جو وارد ہوا ہے اس کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ ہوسکتا ہے اس کا حصول قضاء و قدر سے ہوا ہو، یا پھر فاعل کے لیے ابتلاء و امتحان ہو، تو کسی چیز کا ہو جانا اس کے متعلق وارد ہونے کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا ” انتہی

دیکھیں : المفتی فتاویٰ الشیخ الفوزان)

46/1

.(

واللہ
اعلم.